ZAUQ-E-TAHQEEQ
www.Zauq-e-Tahqeeq.com
editor@zauq-e-tahqeeq.com
ISSN PRINT: 2789-8776
ISSN ONLINE:2789-8784
Volume.7,Issue No.1 (2025)
(January to March)

"انیمیل فارم" اور "مکھیوں کا دیوتا" ناولوں کا تقابلی جائزہ

Comparative Analysis of the Novels "Animal Farm" and "Lord of the Flies"

محمد زاہد گل
پی ایچ۔ڈی سکالر، شعبہ اُردو، نیشنل کالج آف بزنس ایڈمنسٹریشن اینڈ اکنامکس، ملتان
ڈاکٹر منصور احمد قریشی
شعبہ اُردو، نیشنل کالج آف بزنس ایڈمنسٹریشن اینڈ اکنامکس، ملتان

Muhammad Zahid Gul
Ph.D Scholar Urdu,NCBA&E,Sub Campus Multan
Dr. Mansoor Ahmed Qureshi
Department of Urdu, NCBA&E,Sub Campus Multan

Abstract:
This article presents a comparative study of George Orwell's Animal Farm and William Golding's Lord of the Flies, focusing on their plots, themes, characters, cand similarities and differences as well. Both novels depict the struggle for power, darker aspect of human nature and leadership conflicts. A political allegory in which animal revolt against human oppression but eventually fall under a new form of tyranny, highlighting the failure of revolutionary ideas and corruption of power discussed in Animal Farm. On the other hand, Lord of the Flies discussed how a group of boys stranded on an isolated island descend into savagery when social and moral order collapses. How beautifully both authors structure their narratives to explore authority, Social organization and morality. Golding focuses on the moral and psychological breakdown of individuals in the absence of civilization. While George Orwell's emphasizes political satire and the dangers of authoritarian rule. The comparison shows that both novels ultimately expose the fragility of order and persistent presence of violence and domination is human society.

Keywords: George Orwell, William Golding, Animal Farm, Lord of the Flies, Political Allegory, Human Nature, Social order, Power and leadership

ناول "اینیمل فارم" جارج آرویل نے لکھا جو ۱۹۴۵ میں شائع ہوا۔ اس کا اردو ترجمہ سید علاؤ الدین نے کیا ہے۔ یہ ترجمہ ۲۰۲۳ء میں شائع ہوا۔ جبکہ "لارڈ آف دی فلائز" ولیم گولڈنگ کا لکھا ہوا ناول (Lord of the Flies) ہے جو ۱۹۵۴ء میں شائع ہوا۔ اس کا اردو ترجمہ "مکھیوں کا دیوتا" کے نام سے ۲۰۲۱ء میں شائع ہوا۔ اس ناول کا اردو ترجمہ شوکت نیازی نے کیا ہے۔ جہاں دونوں ناولوں میں بہت سی باتیں مشترک ہیں، وہیں کئی باتوں میں دونوں ناول ایک دوسرے سے مختلف بھی ہیں۔ دونوں ناولوں کے تنقیدی اور تقابلی جائزے سے پہلے خلاصہ بیان کرنا ضروری ہے۔ اینیمل فارم میں ایک کسان جس کا نام مسٹر جونز ہے وہ ایک فارم کا مالک ہے

جہاں وہ جانوروں کے ساتھ اچھا سلوک روا نہیں رکھتا۔ ان کو ناکافی خوراک دیتا ہے اور ظلم و ستم روا رکھتا ہے۔ کائنات کا یہ اصول ہے کہ ایسے حالات میں کوئی مسیحا پیدا ہوتا ہے جو اپنے حقوق کی تگ و دو کے لیے لوگوں کو شعور دیتا ہے۔ اس قصے میں بھی ایک عقل مند سور ہے جو اپنے جانوروں کو اکٹھا کرتا ہے اور ان کو اپنے حقوق کے تحفظ کے لیے بغاوت پر آمادہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ خود بوڑھا ہے، اس نے زمانہ دیکھا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ اس کے ساتھیوں کے ساتھ منصفانہ سلوک روا رکھا جائے۔ وہ سب جانوروں کو بتاتا ہے کہ انسان ہی ان کا اصل دشمن ہے۔ ان سب کو ایک ایسا معاشرہ تشکیل دینا چاہیے جہاں انصاف پر مبنی فیصلے ہوں اور سب کو برابری کے حقوق ملیں۔ کچھ مدت بعد اولڈ میجر مر جاتا ہے۔ اس کے انقلاب کے نظریے کو آگے بڑھانے کا بوجھ دو سور اسنوبال (Snowball) اور نپولین (Napoleon) اٹھاتے ہیں۔ اس کا نتیجہ مثبت رہتا ہے۔ تمام جانور مسٹر جونز کے خلاف علمِ بغاوت بلند کرتے ہیں اور اسے فارم سے نکال دیتے ہیں۔ جانور متفقہ فیصلہ کرتے ہیں اور سات مقدس اصول بناتے ہیں جو کہ ایک طرح سے فارم کا آئین ہوتا ہے۔ وہ اصول یہ ہوتے ہیں۔

۱۔ "کوئی بھی صورت حال ہو دو پیر پر چلنے والا دشمن ہے۔
۲۔ کوئی بھی صورت حال ہو، چار پیروں یا پروں والا دوست ہے۔
۳۔ کوئی جانور کپڑے نہیں پہنے گا.
۴۔ کوئی جانور بستر پر نہیں سوئے گا۔
۵۔ کوئی جانور شراب نہیں لئے گا
۶۔ کوئی جانور دوسرے جانور کو قتل نہیں کرے گا۔
۷۔ تمام جانور برابر ہیں۔ "(۱)

انقلاب کے بعد سب کچھ ٹھیک چلتا ہے۔ کچھ عرصے بعد سور زیادہ طاقت حاصل کر لیتے ہیں۔ انقلاب کا سرخیل نپولین چالاکی سے اقتدار پر قبضہ جمالیتا ہے اور اپنے انقلابی ساتھی اسنوبال کو سازش کے ذریعے فارم سے نکال دیتا ہے۔ وہ اپنی طاقت بڑھانے کے لیے کتوں کو استعمال کرتا ہے اور یوں باقی تمام جانوروں کو طاقت کے بل بوتے پر اپنا مطیع بنا کر ان پر حکومت کرتا ہے۔ اینیمل فارم میں ہوا سے چلنے والی چکی (windmill) لگانے کا منصوبہ بنایا جاتا ہے۔ باکسر نامی گھوڑا چکی کی تیاریوں کے مراحل میں سخت محنت کرتا ہے۔ ناکافی خوراک کے باوجود سب کی کوشش ہوتی ہے کہ جلد از جلد یہ منصوبہ پایۂ تکمیل کو پہنچے۔ باکسر محنت کے معاملے میں سب جانوروں پر بازی لے جاتا ہے۔ وہ ہمیشہ یہی کہتا رہتا ہے کہ "میں اور زیادہ محنت کروں گا۔" زخمی ہونے کے باوجود وہ بہت محنت سے کام کرتا ہے، لیکن آخر میں اسے بے رحمانہ طریقے سے بیچ دیا جاتا ہے۔ سور تمام سہولیات کو اپنے لیے مخصوص کر لیتے ہیں۔ باقی جانوروں کے ساتھ وہی سلوک شروع ہو جاتا ہے جو مسٹر جونز کے عہد میں ہوتا تھا۔ سور آہستہ آہستہ تمام اصولوں کو بدل دیتے ہیں۔

پہلے یہ اصول تھا کہ "کوئی جانور شراب نہیں پیئے گا۔" اس کی جگہ یہ اصول بنا دیا جاتا ہے کہ "کوئی جانور زیادہ شراب نہیں پیئے گا۔" سور فارم کی بہترین خوراک، یعنی "سیب اور دودھ" کو اپنے لیے مختص کر دیتے ہیں۔ اس کی توجیہہ یہ پیش کرتے ہیں کہ چونکہ ہم دماغی کام زیادہ کرتے ہیں لہٰذا ہمیں اس کی زیادہ ضرورت ہے۔ ناول کے آخر میں حالات اس مقام پر پہنچ جاتے ہیں کہ سور انسانوں کی طرح رہنے لگتے ہیں۔ کوئی ایک اصول بھی ایسا نہیں رہتا جس پر وہ عمل پیرا ہوں۔ وہ انسانوں ہی کی طرح شراب پیتے ہیں، انسانوں جیسے کپڑے پہننا

شروع کر دیتے ہیں اور انسانوں سے تجارت کرنے لگتے ہیں۔ انسانوں کے ساتھ ایک میز پر بیٹھتے ہیں، یہاں تک کہ سوروں اور انسانوں میں فرق مٹ جاتا ہے اور پہچاننا محال ہو جاتا ہے۔ فارم کا سب سے اہم اصول "تمام جانور برابر ہیں" بدل کر یہ بنا دیا جاتا ہے

"تمام جانور برابر ہیں لیکن کچھ جانور دوسروں سے زیادہ برابر ہیں۔" (۲)

اینیمل فارم کے کرداروں کی بات کریں تو نپولین کا کردار جوزف اسٹالن کی یاد دلاتا ہے۔ ابتدا میں وہ عوامی فلاح کے بڑے بڑے دعوے کرتا ہے، انقلابی باتیں کرتا ہے اور انقلابی سوچ کو پروان چڑھاتا ہے۔ لیکن انقلاب کے بعد خود ایک آمر کا روپ اختیار کر کے ظالم و ستم اور ناانصافی کا بازار گرم کرتا ہے۔ اپنے اقتدار کو طول دینے اور مضبوط بنانے کے لیے خوف، طاقت اور پروپیگنڈا کا بے دریغ استعمال کرتا ہے۔ ہر دور میں ایسے کرداروں کو ایسے ساتھی مل جاتے ہیں جو اس کی ہر جائز و ناجائز بات کی حمایت کرتے ہیں اور ترجمانی کا کام سرانجام دیتے ہیں۔ اس ناول میں یہ کردار اسکوئیلر (Squealer) نامی چالاک سور سرانجام دیتا ہے۔ اپنی چکنی چپڑی باتوں کے ذریعے وہ دوسرے جانوروں کو دھوکہ دیتا رہتا ہے اور نپولین کے ناانصافی پر مبنی فیصلوں کو درست ثابت کرنے کے لیے چرب زبانی سے کام لیتا ہے۔ اس کی چرب زبانی کی عمدہ مثال مندرجہ ذیل ہے:

"ساتھیو! بات دراصل یہ ہے کہ دودھ اور سبزیاں ایسے اجزا رکھتے ہیں جو سوروں کی صحت کے لیے انتہائی ضروری ہیں۔ ہم سارے سور دماغی کام کرتے ہیں۔ ہم رات دن تمہاری بھلائی پر نظر رکھتے ہیں۔ سوروں کی صحت کا خیال رکھنا اہم اور ضروری ہے۔" (۳)

اولڈ میجر اور اسنوبال مثبت کردار کے حامل سور ہیں۔ دونوں فارم کے جانوروں کی بھلائی چاہتے ہیں۔ ایک انقلاب کے آغاز کی کوشش کرتا ہے تو دوسرا اس انقلاب کو پروان چڑھاتا ہے۔ اولڈ میجر تو طبعی موت مرتا ہے، جبکہ اسنوبال کو سازش کر کے فارم سے نکلوایا جاتا ہے۔ اسنوبال کا کردار ہمیں لیون ٹراٹسکی کی یاد دلاتا ہے۔ جارج آرویل نے اینیمل فارم میں سادہ مگر مؤثر منظر نگاری کے ذریعے فارم کی فضا، جانوروں کی زندگی اور سیاسی تبدیلیوں کو نمایاں کیا ہے۔ ناول کی زیادہ تر کہانی ایک فارم میں پیش آتی ہے۔ مصنف نے فارم کے کھیتوں، باڑوں، اصطبلوں اور گوداموں کا ذکر اس انداز سے کیا ہے کہ قاری کو دیہی زندگی کی ایک مکمل تصویر نظر آتی ہے۔ ابتدا میں فارم کی حالت خراب دکھائی جاتی ہے کیونکہ مسٹر جونز جانوروں کا خیال نہیں رکھتا۔ جب جانور مسٹر جونز کے خلاف بغاوت کرتے ہیں تو اس منظر کو نہایت جوش اور تیزی کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ جانور بھوک اور ظلم سے تنگ آ کر ایک دم اکٹھے ہو جاتے ہیں اور کسان کو فارم سے بھگا دیتے ہیں۔ اس منظر سے آزادی اور انقلاب کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ ہوا کی چکی کی تعمیر کے مناظر میں جانوروں کی سخت محنت کو نمایاں کیا گیا ہے۔ جانور دن رات کام کرتے ہیں، پتھر توڑتے ہیں اور بھاری بوجھ اٹھاتے ہیں۔ خاص طور پر باکسر کی محنت کو اس انداز میں دکھایا گیا ہے کہ قاری کو جانوروں کی قربانی کا احساس ہوتا ہے. ناول میں سخت سردیوں اور خوراک کی کمی کے مناظر بھی بیان کیے گئے ہیں۔ ان حالات میں جانور شدید مشکلات کا سامنا کرتے ہیں جبکہ سور آرام دہ زندگی گزار رہے ہوتے ہیں۔ یہ منظر نگاری فارم میں بڑھتی ہوئی ناانصافی کو ظاہر کرتی ہے. ناول کے آخر میں سور انسانوں کے ساتھ میز پر بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں۔ باہر کھڑے جانور حیرت سے انہیں دیکھتے ہیں اور سمجھ نہیں پاتے کہ میز پر بیٹھے ہوئے انسان ہیں یا سور۔ یہ منظر نہایت علامتی اور اثر انگیز ہے اور پورے ناول کے مرکزی خیال کو واضح کرتا ہے۔ جارج آرویل کی منظر نگاری سادہ مگر بامعنی ہے۔ وہ فارم کے ماحول، جانوروں کی محنت اور بدلتے حالات کو اس طرح پیش کرتا ہے کہ قاری کو انقلاب کی امید اور پھر اس کے بگاڑ دونوں واضح طور پر محسوس ہوتے ہیں۔

جارج آرویل کا اسلوب سادہ، واضح اور علامتی ہے۔ انہوں نے اس ناول میں ایسے اندازِ بیان کو اختیار کیا ہے جس سے کہانی عام قاری کے لیے بھی قابلِ فہم رہتی ہے مگر اس کے اندر گہرا سیاسی اور سماجی مفہوم بھی موجود ہوتا ہے۔ جارج آرویل نے اس ناول میں نہایت سادہ اور صاف زبان استعمال کی ہے۔ جملے مختصر اور واضح ہیں جس کی وجہ سے کہانی آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہے۔ یہی سادگی ناول کو زیادہ مؤثر بناتی ہے۔ ناول کا اسلوب علامتی ہے۔ ناول کے تمام جانور دراصل انسانی کرداروں اور سیاسی قوتوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر سور حکمران طبقے کی علامت ہیں جبکہ باکسر محنت کش طبقے کی نمائندگی کرتا ہے۔ اس ناول میں طنز بھی نمایاں ہے۔ جارج آرویل نے حکمرانوں کی چالاکی، جھوٹے وعدوں اور اقتدار کے غلط استعمال کو طنزیہ انداز میں پیش کیا ہے۔ خاص طور پر فارم کے اصولوں کو بار بار بدلنا اس طنز کی مثال ہے۔

ناول میں زیادہ تر بیانیہ انداز اختیار کیا گیا ہے۔ مصنف واقعات کو ترتیب وار بیان کرتا ہے جس سے کہانی کی روانی برقرار رہتی ہے اور قاری آسانی سے کہانی کے ساتھ چلتا ہے۔ اگرچہ کہانی میں جانور کردار کے طور پر پیش کیے گئے ہیں، لیکن ان کے اعمال اور حالات انسانی معاشرے کی حقیقت کو ظاہر کرتے ہیں۔ اس طرح ناول میں حقیقت نگاری بھی موجود ہے۔ اسی اسلوب کی بدولت اینیمل فارم ایک عام کہانی کے ساتھ ساتھ ایک گہرا سیاسی اور سماجی پیغام بھی پیش کرتا ہے۔ لارڈ آف دی فلائز "(مکھیوں کا دیوتا) ناول میں انسان کی فطرت، تہذیب اور ظلم و بربریت کی کشمکش کو بیان کیا گیا ہے۔ ناول کی کہانی ہوائی جہاز کے حادثے کے بعد چند نوجوان لڑکوں کے گرد گھومتی ہے جو ایک ویران جزیرے میں پھنس جاتے ہیں جہاں کسی انسان کا وجود نہیں ہوتا۔ اس مجبوری میں انہیں اپنی زندگی خود منظم کرنا پڑتی ہے۔ اس جزیرے میں رالف (Ralph) نامی نوجوان کو لیڈر منتخب کیا جاتا ہے۔ رالف کا معاون پیگی (Piggy) ہے جو ایک سمجھدار لڑکا ہے۔ وہ سگنل فائر کا منصوبہ بناتے ہیں تاکہ انہیں اس جزیرے پر دیکھ لیا جائے اور کوئی انہیں بچانے کے لیے آئے۔ جیک نامی ایک لڑکا طاقت حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ آہستہ آہستہ وہ اپنے ہم خیال نوجوانوں کا گروپ بناتا ہے اور جب وہ طاقت حاصل کر لیتا ہے تو بغاوت کر دیتا ہے۔ وہ رالف کے متوازی دوسرا گروہ بنالیتا ہے اور رالف کو لیڈر ماننے سے انکار کر دیتا ہے۔

وہیں ویران جزیرے پر کچھ نوجوان ایک خیالی درندے (Beast) سے ڈرنا شروع کر دیتے ہیں۔ چالاک جیک اور اس کے ہمنوا لڑکوں کے اس خوف کو اپنی طاقت بڑھانے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ بالآخر وہ اس مقام پر پہنچ جاتے ہیں جب وہ نظم و ضبط کو پسِ پشت ڈال کر تہذیب کو الوداع کہتے ہیں اور وحشی بن جاتے ہیں۔ جیک کا گروہ جارحیت پر اتر آتا ہے۔ پہلے وہ سائمن کو ٹھکانے لگاتے ہیں، پھر پیگی کو مار دیتے ہیں۔ وہ رالف کو بھی ختم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس کا پیچھا کرتے ہوئے ایک بحری افسر اس جزیرے پر آ پہنچتا ہے اور باقی لڑکوں کی زندگی بچالیتا ہے۔ رالف محسوس کرتا ہے کہ تہذیب کے بغیر حضرتِ انسان کس قدر جلدی ظلم و بربریت پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ ناول کا مقصد یہ پیغام دینا ہے کہ ہر انسان کے اندر تشدد اور ظلم کا مادہ موجود ہوتا ہے۔ معاشرتی قوانین اور نظام ہی ہیں جو اسے قابو میں رکھتے ہیں۔ اگر یہ قوانین ختم کر دیے جائیں تو انسان جانوروں سے بھی زیادہ وحشی بن جاتا ہے۔

رالف اور پیگی ناول کے مثبت کردار ہیں۔ وہ دونوں سمجھداری، نظم و ضبط اور تہذیب کی علامت ہیں۔ دونوں اپنے لوگوں کی بھلائی چاہتے ہیں۔ لیکن جیک اور راجر جیسے لوگوں کی بغاوت کی وجہ سے رالف کی قیادت کمزور پڑ جاتی ہے۔ جیک اور راجر ناول کے ولن ہیں۔ وہ ظلم اور تشدد کا استعارہ ہیں۔ ناول کے کرداروں میں علامت نگاری نمایاں ہے۔ ان کرداروں کے ذریعے ولیم گولڈنگ نے یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ اگر معاشرتی قوانین ختم ہو جائیں تو ظلم اور طاقت کے حصول کی خواہش کس طرح ظاہر ہو سکتی ہے۔

ناول کے اہم اقتباسات مندرجہ ذیل ہیں:

"Maybe there is a beast.... maybe it's only us." (4)

"شاید کوئی درندہ ہے۔ لیکن شاید وہ ہم خود ہی ہیں۔"

"Which is better—to have rules and agree, or to hunt and kill?" (5)

"کون سا بہتر ہے: اصولوں کے ساتھ رہنا یا شکار اور قتل میں لگ جانا؟"

"Ralph wept for the end of innocence, the darkness of man's heart." (6)

"رالف معصومیت کے خاتمے اور انسان کے دل کی تاریکی پر رو پڑا۔"

"The thing is—fear can't hurt you any more than a dream." (7)

"اصل بات یہ ہے کہ خوف تمہیں خواب سے زیادہ نقصان نہیں پہنچا سکتا۔"

ولیم گولڈنگ نے اس ناول میں منظر نگاری نہایت مؤثر اور علامتی انداز میں پیش کی ہے، جس سے قاری کے ذہن میں جزیرے اور حالات کی واضح تصویر بنتی ہے۔ ابتدا میں جزیرہ ایک خوبصورت، پُرسکون ہے اور جنت نظیر جگہ کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ سرسبز درخت، ساحل اور کھلا ماحول ایک مثالی دنیا کا احساس دلاتے ہیں۔ ناول میں بتدریج جزیرے کا ماحول بدلتا جاتا ہے۔ خوف، آگ، اور تباہی کے مناظر اس خوبصورتی کو ختم کر دیتے ہیں جو کہ لڑکوں کی اندرونی سفاکیت کو ظاہر کرتی ہے۔ اس کے علاوہ جزیرے میں فرضی "درندے" کا خوف ایک اہم منظر ہے۔ یہ کوئی حقیقی مخلوق نہیں بلکہ لڑکوں کے اندر موجود خوف ہے۔

آگ (Fire) کی منظر کشی عمدگی سے کی گئی ہے۔ جنگل میں آگ لگانے کے مناظر تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔ ناول کے آخر میں پورا جزیرہ آگ کی لپیٹ میں آجاتا ہے۔ یہ منظر انسانی ظلم و بربریت کی انتہا کو ظاہر کرتا ہے، جبکہ بحری افسر کی آمد سے یہ ظلم بھی خیر میں بدل جاتا ہے ناول کا اسلوب گہرا اور کسی حد تک علامتی ہے۔ ناول میں سیپی (Conch) نظم و ضبط جب کہ درندہ (Beast) انسان کے اندر کی برائی کی علامت ہے جزیرے کو دنیا یا معاشرے کی علامت کے طور پہ پیش کیا گیا ہے۔ گولڈنگ نے تفصیلی اور ادبی زبان استعمال کی ہے۔ ماحول، جذبات اور نفسیاتی کیفیت کو گہرائی سے بیان کرتے ہیں، جس سے ناول زیادہ اثر انگیز بن جاتا ہے۔ اس ناول میں کرداروں کے ذہنی اور جذباتی حالات کو حقیقت پسندانہ انداز میں پیش کیا گیا ہے خوف، تنہائی اور طاقت کی خواہش کو بڑی باریکی سے دکھایا گیا ہے۔ ناول کا اسلوب بیانیہ ہے اور تیسرے شخص (third-person) کی زبان میں ہے، جس میں مصنف واقعات کو ترتیب وار بیان کرتا ہے، مگر ساتھ ہی کرداروں کے اندرونی خیالات کو بھی اجاگر کرتا ہے۔ دونوں ناول بیسویں صدی کے اہم انگریزی ناولوں میں شمار کیے جاتے ہیں۔ دونوں ناولوں کا ماحول اور کردار مختلف ہیں لیکن دونوں میں انسان کی فطرت، طاقت کے حصول کی خواہش اور معاشرتی مسائل کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔

موضوع کے اعتبار سے اینیمل فارم ایک سیاسی تمثیلی ناول ہے جس میں اقتدار کے غلط استعمال، انقلاب کے نعروں اور پھر آمریت کو بیان کیا گیا ہے۔ جبکہ لارڈ آف دی فلائز میں تہذیب کے ختم ہونے کے بعد انسانی فطرت کی بربریت اور تشدد کو اجاگر کیا گیا ہے۔

دونوں علامتی ناول ہیں۔ اول الذکر ناول میں جانوروں کو مختلف سیاسی شخصیات کا نمائندہ ظاہر کیا گیا ہے، مثلاً نپولین کو آمریت کی علامت کے طور پر دکھایا گیا ہے۔ جبکہ موخر الذکر ناول میں لڑکے انسانی فطرت کے الگ الگ پہلوؤں کی نمائندگی کرتے ہیں، مثلاً تہذیب اور نظم وضبط کی علامت کے طور پر رالف اور پیگی کو دکھایا گیا ہے۔ جب کہ اس کے برعکس جیک اور راجر ظلم، ناانصافی اور طاقت کے ناجائز حصول کا استعارہ ہیں۔ طاقت کا حصول اور قیادت کی کشمکش دونوں ناولوں کے اہم موضوعات ہیں۔ اینیمل فارم میں نپولین آمریت قائم کرتا ہے اور لارڈ آف دی فلائز میں جیک طاقت حاصل کر کے ظالمانہ طرزِ حکمرانی قائم کرتا ہے۔

اینیمل فارم میں ایک منظم سیاسی نظام پر تنقید کی گئی ہے، بالخصوص انقلابِ روس کے بعد جو حالات پیدا ہوئے ان کو طنز کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ اس کے برعکس لارڈ آف دی فلائز میں حادثے کے بعد پیدا ہونے والے حالات کی عکاسی انسانی فطرت کے بگاڑ کی صورت میں پیش کی گئی ہے۔ دونوں ناولوں کے انجام کی بات کریں تو اینیمل فارم میں انقلاب کے بعد بھی ناانصافی اور ظلم ختم نہیں ہوتے بلکہ صرف آقا بدلتے ہیں، نظام رفتہ رفتہ پرانی حالت میں لوٹ آتا ہے۔ جبکہ لارڈ آف دی فلائز میں اگرچہ لڑکوں کی معصومیت ختم ہو جاتی ہے لیکن انہیں بچالیا جاتا ہے۔ اینیمل فارم کا اسلوب سادہ، مختصر اور براہِ راست ہے۔ عام فہم زبان کا استعمال کیا گیا ہے جس سے قاری کو ناول کے سیاسی پیغام کا جلد ادراک ہو جاتا ہے۔ جبکہ لارڈ آف دی فلائز کا اسلوب پیچیدہ ہے، اس میں تشبیہات اور علامتوں کا استعمال زیادہ ہے۔

اینیمل فارم کی علامت نگاری سیاسی ہے، جانور مختلف سیاسی شخصیات کی نمائندگی کرتے ہیں۔ جبکہ دوسرے ناول میں علامت نگاری میں نفسیاتی اور فلسفیانہ پہلو نمایاں ہیں۔ اینیمل فارم کا انداز بیانیہ ہے، واقعات ایک ترتیب کے ساتھ آگے بڑھتے ہیں۔ جبکہ لارڈ آف دی فلائز میں بیانیہ انداز میں تفصیل نمایاں ہے اور ولیم گولڈنگ نے تجرباتی حالات اور کرداروں کی ذہنی کیفیت کو باریک بینی سے بیان کیا ہے۔ اینیمل فارم میں طنز کی چھاپ نمایاں ہے، نظام اور حکمرانوں پر گہری چوٹ کی گئی ہے اور تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ اس کے برعکس لارڈ آف دی فلائز میں طنز کا عنصر کم اور حقیقت نگاری کا عنصر زیادہ ہے۔ انسان کی فطرت اور ظلم کو حقیقی انداز میں نمایاں کیا گیا ہے۔ دونوں ناولوں کے پلاٹ اور ماحول مختلف ہیں لیکن دونوں اس حقیقت کو آشکار کرتے ہیں کہ اگر کسی نظام یا معاشرے میں نظم وضبط نہ رہے اور طاقت کا توازن بگڑ جائے تو وہ معاشرہ آمریت، ظلم اور ناانصافی کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ دونوں مصنفین نے انسانی معاشرے کی پیچیدگیوں اور طاقت کے غیر منصفانہ استعمال سے پیدا شدہ مسائل کو مؤثر انداز میں پیش کیا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ جارج آرویل، اینمل فارم، مترجم: سُدّاش علاؤالدین، لاہور، علم و عرفان پبلشرز، اردو بازار، جنوری ۲۰۲۳، ص: ۲۵

۲۔ ایضاً، ص: ۹۲

۳۔ ایضاً، ص: ۳۳۔۳۲

۴۔ ولیم گولڈنگ، لارڈ آف دی فلائز (مکھّیوں کا دیوتا)، مترجم: شوکت نازی۔ کراچی: سٹی بک پوائنٹ، ۲۰۲۱، ص: ۸۹

۵۔ ایضاً، ص: ۱۸۰

۶۔ ایضاً، ص: ۲۰۲

۷۔ ایضاً، ص: ۸۲